مورخہ 26 دسمبر 1914ء کے

ٹائیٹل Page پر 27 دسمبر لکھا ہوا

ہے 3 جلدیں دیکھی گئیں ان سب

میں بھی ایسا ہی ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

ظلمتیں کافور ہو جائیں اگر دن دیکھنا ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً ۔ میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان دارالامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے (۷)

خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی انسے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ... لیکن پھر بھی ... لوگ ... نہیں مانتے (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

الفضل

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے

جلد ۲ ۔ مورخہ ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء مطابق ۹ صفر سنہ ۱۳۳۳ ہجری ۔ نمبر ۸۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفہ ثانی کو کھانسی کی شکایت ہے۔ مگر جناب جلسہ پر آنیوالے احباب کو اپنے انفاس طیبہ سے مستفیض ہونیکا موقعہ دے رہے ہیں۔ مہمان بہت کثرت سے آرہے ہیں حالانکہ انکے روکنے کیلئے لاہور اور امرتسر کے اسٹیشن پر ہمارے حریفوں کے آدمی متعین ہیں جو اشتہار اور ٹریکٹ تقسیم کر رہے ہیں۔ ۲۴ دسمبر کو شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ ۹۸۸ مہمان شہر میں ہیں اور ۳۲۳ دارالعلوم میں۔ ۲۵ دسمبر صبح ۹ بجے تک ۸۰۰ مہمان شہر میں تھا (باقی دارالعلوم میں بھجوائے گئے تھے) اور ۵۶۳ دارالعلوم میں۔ کل چودہ سو احباب ہوگئے اور جمعہ کے وقت قریباً اڑھائی ہزار کا ہجوم تھا۔ اللہم زد فزد۔ ۲۵ دسمبر کے جلسہ کی کارروائی بصدارت منشی فرزند علی صاحب خیر و خوبی سے ختم ہوئی۔

فالحمد للہ علی ذالک

تازہ خبریں

مصر کا جدید دور حکومت۔ لنڈن ۲۳ دسمبر۔ خرطوم کے برقی پیغام سے پایا جاتا ہے کہ سلطان کی تخت نشینی پر خرطوم اور سوڈان کے تمام ہیڈ کوارٹروں میں خوشی منائی گئی۔ مصری فوج کے افسروں نے اطاعت کا حلف اٹھایا +

پولینڈ میں جنگ۔ لنڈن ۲۱ دسمبر۔ دریائے وسچولا کے مغربی کنارے پر جرمنوں نے اپنی معیت کے کسی قدر حصہ کو دریا سے پار گزارنے کی کوشش کی۔ مگر ہمارے توپخانے نے انکی حرکت کو روک دیا۔ اور ہم نے غنیم کے پلوں پر قبضہ کر لیا۔ دریائے بزورا پر لڑائی جاری ہے جہاں جرمن ہماری سپاہ پر جا نباز انہ مگر بے سود حملہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں +

لنڈن ۲۳ دسمبر۔ ماہ حال کو دریائے وسچولا کے زیریں شمالی حصہ میں اور دریائے پیلیکا کے درمیان خونریز جنگ وقوع میں آئی ہے۔ ہم نے جرمنوں کے حملے پسپا کئے +

دریائے وسچولا کے بالائی (جنوبی) حصہ اور دریائے پلیکا کے درمیان ۲ ہزار آسٹروی گرفتار ہوئے ہیں +

مفرورین سپاہ کو معافی۔ ہندوستان کے محکمہ فوج نے اعلان کیا ہے کہ ہز میجسٹی ملک معظم نے ان تمام سپاہیوں کو معافی دے دی ہے جو ۵۔ اگست کو فرار کی حالت میں تھے بشرطیکہ وہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء تک اپنے تئیں فوجی مرکز میں پیش کر دیں +

لنڈن ۲۲ دسمبر۔ پیرس کی سرکاری اطلاع میں یہ بھی لکھا ہے کہ ہم نے جرمنوں کی تین خندقوں پر جنکا مجموعی طول ۱۵ سو میٹر ہوتا ہے پرتھی لی ہرلس کے نواح میں قبضہ کر لیا ہے یاچوس کے شمال مشرق میں ہم نے اپنی جگہ کو مستحکم کیا اور ان تمام خندقوں پر قبضہ کر لیا جو کالوبرکے کوہستان کی سرحد پر دشت لاگروری کے قریب واقع ہیں۔ سینٹ ہبوپرٹ میں ہماری ترقی

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء

۲۵ - دسمبر کی کارروائی

ٹھیک ایک بجے سیدنا و امامنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ ثانی مسجد نور میں تشریف لائے - جہاں اڑھائی ہزار کے قریب احباب جمع تھے - آپنے خطبہ جمعہ کیلئے سورہ بقرہ رکوع ۲۵ تلاوت فرمایا اور ترجمہ سے پہلے ایک شخص کے اس طعنے کا ذکر فرمایا کہ مسیح موعود کا نام لیکر انہوں نے انگلستان میں کیا بنا لیا - اس کیلئے آپنے دعائیں شروع کیں - جسکا نتیجہ آج کے تار سے ظاہر ہے - کہ ایک انگریز چوہدری فتح محمد کے ذریعہ احمدی ہوا ہے - پھر حضور نے خطبہ جمعہ دیا - اور قادیان والوں کو نصیحت فرمائی - کہ یہ مہمان خدا کے مہمان ہیں - پس تم اپنے مولیٰ کے مہمانوں کی خدمت کرو - وہ تمام خطبہ لفظ بلفظ اپنے وقت پر انشاء اللہ الفضل میں چھپیگا ۔

۲ بجے نماز سے فراغت ہوئی - اور جلسہ کی کارروائی حسب پروگرام شروع ہوئی - قرآن مجید کی تلاوت کے بعد میاں مشتاق احمد جنابؐ نے کلام محمود سے باب رحمت وا ہو جائیگا نظم خوش الحانی سے پڑھی - اور اس نے حاضرین کو خوب لطف دیا ۔

پریزیڈنٹ کی تقریر

(۱) اللہ کا پہلا احسان یہ ہے - کہ اس نے ہمیں جلسہ میں شامل ہونے کی توفیق دی - اور اس کے ساتھ لا تہنوا علی اسلام کم کا منشاء سامعین کے ذہن نشین کیا - دوسرا احسان یہ ہے - کہ ہماری جماعت جیسی مسیح موعود کے وقت پھر خلیفہ اول کے عہد میں حقیقی معنوں میں جماعت کہلانیکی مستحق تھی - ایسی ہی خدا نے ہمیں ایک مبارک مطہر وجود کے ہاتھ پر جمع کر کے اب بھی جماعت ہی رکھا - کیونکہ جماعت وہی ہے جو ایک زندہ امام مفترض الاطاعت کے تابع ہو - تیسرا احسان یہ ہے کہ اس نے ہمارے خلیفۂ وقت کو مخلص احباب دئیے - اسی ضمن میں آپنے اطاعت کے برکات بتائے - اور سمجھایا - کہ اپنی منشاء کے خلاف جب حکم ہو تو اسی کو مان لینے کا نام تو اطاعت ہے - ورنہ جس امر کی خود رغبت ہو - وہ تو انسان ایک معمولی آدمی کے کہنے سے بھی کر سکتا ہے آپنے یہ بھی واضح کیا - کہ جلسہ کے ایام زیادہ کرنے میں مسیح موعود کی اس سنت کے مطابق ہیں - جو وہ قادیان میں بہت دیر ٹھہرنے کے بارے میں فرمایا کرتے تھے - اور حضرت خلیفۂ اول کا ذکر کیا - کہ جب چند ماڈی خیالات والوں نے لنگر کے خرچ سے بچنے کیلئے صرف دو دن جلسہ کا اعلان کیا - تو حضرت مرحوم نے اسے منسوخ فرما کر تین دن کا اعلان فرمایا

پھر آپنے حضرت خلیفہ ثانی کے اس نصب العین کا ذکر کرتے ہوئے کہ تمام جہان میں احمدیت کا پیغام پہنچ جائے - اپریل کے جلسہ کی تقریر (منصب خلافت) کا ذکر کیا - اور بتایا - کہ آپنے مبلغین کی ضرورت ظاہر کی تھی - جو وعظ و نصیحت کریں - اور دین حق پھیلائیں - اسپر ۳۰ کے قریب لوگوں نے نام لکھائے - وہ جماعتیں کھلیں - ان کے لئے استاد مقرر ہوئے - جو انہیں علاوہ تعلیم تقریر کی مشق کرائیں - اور مباحثہ کا طرز سکھائیں چنانچہ ان کو ٹولیاں بنا کر قریب کے دیہات میں وعظ و نصائح و تبلیغ کے لئے بھی بھیجا جاتا رہا - ایک دفعہ ۳۰ آدمی تکلیف چالیس گاؤں میں تبلیغ کے لئے بھیجے گئے - اسی ضمن میں آپنے دو مبلغین کو بطور نمونہ پیش کرنا چاہا - ایک مہر محمد خان صاحب اور ایک منشی غلام نبی صاحب بٹالوی کو ۔

مہر محمد خان صاحب کی تقریر

مہر محمد خان صاحب کا مضمون تھا "تبلیغ کی اہمیت اور تبلیغ کے طریق" - خانصاحب نے اپنی تقریر نہایت فصاحت سے شستہ لہجہ میں ختم کی - جسکا خلاصہ یہ ہے - کہ تبلیغ انسان کی فطرت میں داخل ہے - اسے کوئی فائدہ کی بات معلوم ہو - تو وہ طبعاً اس سے دوسروں کو مطلع کرنا چاہتا ہے مثلاً کسی ڈاکٹر سے کامیاب علاج کرایا ہو - تو دوسرے مریض کو اس حالت میں دیکھ کر وہ ضرور کہیگا - کہ فلاں ڈاکٹر کے پاس جائیے - یا فلاں نسخہ استعمال فرمائیے - پھر انبیاء کے بھیجنے کی یہی غرض ہے - کہ حق کی تبلیغ ہو - اور انبیاء کرام نے اس فرض کو بڑی تندہی سے ادا کیا - مثلاً حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالنے کی کوشش ہوئی - مگر آپ تبلیغ فرماتے رہے - حضرت یوسف نے جیل میں تبلیغ کا موقعہ نکال لیا حضرت موسیٰ نے فرعون باسامان کے دربار میں اللہ کا پیغام پہنچا کر چھوڑا - حضرت عیسیٰ نے صلیب کا شبہ دیکھا - مگر حق پہنچا ہی دیا - اور نبی کریم صلعم نے تیرہ برس تک مکہ معظمہ میں انواع اقسام کی تکالیف اسی تبلیغ کی خاطر برداشت کیں - اور حضرت مسیح موعود سے جو کچھ گذرا - اسے دیکھنے والے تو آپ میں کئی موجود ہیں ۔

پھر آپنے تبلیغ کی اہمیت کے لئے بتایا - کہ جب اسلام تمام جہان کے لئے ہے - تو تمام جہان میں کام کرنیوالے اسکی اہمیت کا اندازہ کر سکتے ہیں اور مسلمانوں کو غیرت دلائی - کہ رسولاً الیٰ بنی اسرائیل کے نام لیوا کل دنیا میں پھیل جائیں - اور ہم ہندوستان میں بھی اپنا فرض ادا نہ کریں - اس کے بعد طریق تبلیغ کیلئے مفصلہ ذیل امور ذکر کئے (ا) خود نمونہ بن کر دکھائے - (ب) اخبارات کے ذریعہ مضامین دے - (ج) مختلف زبانوں کو سیکھے (د) سفر کرے - (ہ) تقریروں اور لیکچروں کے ذریعہ (و) تصنیفات و تالیفات سے - (ز) خط و کتابت - (ح) دُعا ۔

منشی غلام نبی صاحب کی تقریر

اس کے بعد منشی غلام نبی صاحب نے اپنی تقریر کو نہایت متانت و عمدگی سے پورا کیا - منشی صاحب نے نظائر قدرت سے دکھایا - کہ کوئی کام نہیں ہو سکتا جبتک ایک نظام کے اندر نہ ہو - ایک گھر سے لیکر ایک بڑی سلطنت تک میں اتفاق نہیں رہ سکتا - جبتک ایک افسر کے ماتحت نہ ہو - پھر آپنے قوم کی مثال ایک گاڑی سے دی - جسمیں مختلف المذاق - مختلف الاحوال مختلف الخیال سواریاں ہوتی ہیں وہ جبتک ایک انجن ڈرائیور سے اپنے آپکو متعلق نہیں کرتیں - کبھی منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتی - اور اگر ہر ایک سواری اپنی مرضی کے مطابق اسے چلانا چاہے تو نہیں چلا سکتی - پھر آپنے دکھایا - کہ اسلام نے پانچ وقت ہمیں ایک امام کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کی تاکید کر کے سمجھا دیا - کہ ہم کیونکر جمع رہ سکتے ہیں - پھر آپنے بیان کیا - کہ ایک شخص بھی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے - تو ایاک نعبد و ایاک نستعین ہی پڑھتا ہے - اور یوں باوجود اکیلا ہونے کے اپنے تمام مقاصد و فوائد کو ایک جماعت کے وجود سے ملحق بتاتا ہے - پھر جمعہ عیدین و حج میں یہی مقصد ہے - کہ بغیر کسی واجب الاطاعت لیڈر کے کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی - اور نہ کوئی قوم قوم بن سکتی ہے پھر بیان کیا - کہ تنزل مسلمانوں میں اسی وقت سے شروع ہوا جب وہ سب کے سب ایک واجب الاطاعت امام کے ماتحت نہ رہے - پھر اتقوا اللہ حق تقاتہ اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کے احکام میں اتفاق و اتحاد کا حکم بتایا - اور حبل اللہ سے مراد رسول اور پھر اس کے خلفاء مدلل طور پر بتاتے ہوئے اس مضمون کو اس تاکید پر ختم کیا - کہ اللہ نے جب ہمارا اعتصام ایک حبل اللہ (خلیفہ ثانی) سے کرایا ہے - تو اتفاق و اتحاد سے متمتع ہونے کے ذرائع پر کاربند رہنا چاہیئے ۔

آخری ریمارک صدر جلسہ کے

صدر جلسہ نے مبلغین کی ان تقریروں پر اپنی خوشی و مسرت کا اظہار کیا - اور فرمایا کہ مبلغ کو نیک نمونہ بننا چاہیئے - اور ضرور ہے - کہ اسمیں جوش ہو - جیسا کہ ہمارے خلیفہ ثانی میں جوش ہے - اور جسکا خلیفہ اول نے بھی بارہا اقرار فرمایا - کہ ہمارے میاں میں بڑا جوش ہے - پھر مبلغ حق کو نہ چھپائے - اور کبھی طمع سازی کا وعظ نہ کرے - ۱۹۱۰ء کے جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان کیا جبکہ مسیح موعود و سلسلہ احمدیہ کا نام چھپانیوالے فرقے کے خلاف ہمارے آقا محمود نے تقریر کی اور ایک فصیح البیانی کا مدعی اسکے خلاف بات تک نہ کر سکا - انسان کی مثال دی جسمیں مومن کو منافقت سے عملی طور پر بچایا گیا ہے - اور اپنے عقاید

الفضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۱۴ء

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

اے دیار حبیب کے زائرین! اے مسیح موعود کے شیدائیو! اے قادیان کی محترم بستی میں جمع ہونیوالو! ہاں اے ابتلا کے سخت اور خطرناک زلزلہ کے وقت ثابت قدم رہنے والو! ہم آپ کو دلی خلوص کے ساتھ

خوش آمدید

کہتے ہیں۔

دوستو! آپ مبارک ہیں کیونکہ آپکا وجود آج مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو پورا کر رہا ہے۔ آپ مبارک ہیں کیونکہ آپ نے اصل و نقل میں فرق کر لیا ہے۔ آپ مبارک ہیں کیونکہ آپ ان گلیوں میں پھرتے ہیں۔ جہاں خدا کا مسیح چلتا اور پھرتا تھا آپ اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں جس کی نسبت خدا کا وعدہ ہے کہ من دخلہ کان اٰمناً۔ آپ اس مقام پر کھڑے ہیں۔ جہاں خدا کے اپنے ہاتھوں کا بنایا ہوا مسیح تقریریں کیا کرتا تھا۔ آپ اس جلسہ میں شامل ہوئے ہیں۔ جس کی بنیاد کسی انجمن کے ہاتھوں سے نہیں رکھی گئی۔ بلکہ خود مہدی معہود کے ارادہ و منشاء کے مطابق اسکا قیام منظور ہوا تھا۔ ہاں آپ اس بستی میں موجود ہیں جہاں شارع اسلام کی امید اور صلحائے امت کی امید۔ بدھ کا میر یا کرشن کا مثیل۔ مسیح ناصری کا احمد۔ اور یسعیاہ کا مشرق سے پیدا ہونیوالا نبی پیدا ہوا۔ اور اپنی بعثت کا مبارک زمانہ گزار کر آج اسی سرزمین میں سو رہا ہے۔ پیارو! آپ مبارک ہیں کیونکہ آپنے خدا تعالے سے تعلق نہیں توڑا۔ آپ نے عہد وفا کا احترام کیا ہے۔ آپ نے خدا تعالے کے شعار کی عزت کی ہے۔ آپ قادیان کی مبارک بستی کو ہی مسیح المسیح کے پاک نام سے یاد کرتے اور آپ کی نظر میں قادیان ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مرکز اور خدا کے رسول کی تخت گاہ ہے آپکی آنکھ میں خلیفۃ المسیح کے لقب کا مستحق مسیح کا ایک ہاں صرف ایک قادیان میں رہنے والا خلیفہ ہے اور آپ کے نزدیک مسیح کے جانشین کے ماتحت قوم سے خراج اطاعت وصول کرنیکا استحقاق صرف ایک اور ہاں ایک ہی انجمن یعنی صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ہے۔

میرے دوستو! آپ مبارک ہاں بہت مبارک ہیں کیونکہ آپکے کام مسیح کے قول اور مسیح کے فعل کے مطابق ہیں آپکا دستور العمل نیا نہیں خود تراشیدہ نہیں۔ بلکہ وہی ہے جو مسیح کی زندگی میں اور اسکے بعد اسکے خلیفہ اول کے زمانہ میں الوصیۃ کے ماتحت چھ برس تک رہا۔ پس شعائر اللہ کی عزت عہد وفا کا پاس کرنے اور انی معک ومع اھلک کے کلام ربانی کو دل میں جگہ دیکر اہلبیت سے بخلوص رکھنے پر ہم آپ کو مبارکباد دیتے اور "مرد مبارک" کے پاک نام سے مخاطب کرتے ہیں۔

پہلوان! آپ خوش ہوں کہ آپکو صحابہ کرام کے اس گروہ سے مماثلت ہے جس کے سردار نے مشکلات کے ہجوم مخالفت کے طوفان اور بظاہر بڑھنے والی مایوسیوں کے سیلاب کے وقت جمعیت خاطر کو ہاتھ سے نہ دیا اور کمال اولوالعزمی سے جیش اسامہ کے متعلق فرما دیا۔

رسول اللہ کا بھیجا ہوا لشکر واپس نہیں ہو سکتا

ہاں آپ اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جسکے سردار نے خالد بن ولید جیسے نامور اور مرد میدان پہلوانوں کو صرف اسلئے معزول کر دیا۔ کہ کہیں مسلمان خدا تعالے پر بھروسہ کرنے کی بجائے اپنی کامیابی کو زید وبکر کے زور بازو سے منسوب کرنے لگ جائیں۔

پس پیارے بھائیو! آپ خوش ہوں کہ آپ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہونیوالے مقدسین کی طرح ہیں۔ اور آخرین منہم لما یلحقوا بھم کے حقیقی مصداق ہیں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت و حمیت نے نہ چاہا کہ قادیان سے الفت و انس رکھنے والے لوگ جو دارالامان سے باہر رہنا موت سمجھتے ہیں اور جن کے قلب صافی میں مسیح کے دار میں داخل ہونے کی پاک خواہش جاگزین ہے اس گروہ سے تعلق رکھیں جو زمین بستہ میں اہلبیت پر تیر پھینک کر آسمان کے دروازوں کو اپنے منہ پر بند کر چکا ہے اور جو اسلام کے لئے مفید ہونے کی بجائے سخت نقصان دہ ثابت ہوا اور یقیناً دکھ سے قتل علم کا موجب ہو چکا ہے۔

میرے بھائیو! ہاں مبارک بھائیو! لاریب آپ یہ دیکھکر ملول و رنجیدہ ہونگے کہ آج وہ خلیفہ اول وہ مسیح کا عاشق وہ قرآن کا شیدا وہ مقدس

خلیفۃ المسیح نور الدین اعظم

جو سالگذشتہ کرسی خلافت پر متمکن تھا ہمارے درمیان موجود نہیں۔ اور اسکا نقصان ہمارے لئے معمولی نہیں چھوٹا نہیں بلکہ غیر معمولی اور بہت بڑا نقصان ہے لیکن کیا آپ نہیں جانتے

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

پس آپ مبارک ہیں کہ خدا تعالے نے اس صدمہ جانکاہ کے بعد آپ کو دیا تو وہی دیا جو مسیح موعود کا اولوالعزم جلد جلد بڑھنے والا بشیر اور فضل عمر ہے جو نور الدین اعظم کا متقی۔ پردہ باور در گذر کرنے والا اور قرآن و حدیث کا عالم جانشین ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یولد لہ کا پورا کرنے والا اور نعمت اللہ ولی کے "پسرش یادگاری بینم" کے موافق آپ کے پہلے مسیح کی یادگار ہے۔

اے قادیان کے مسیح اور اسکے مولا کا احترام کرنیوالو! تم خوش ہو اور تمہیں مبارک ہو کہ "الفضل" آ گیا۔ اور تمکو خدا نے اسکے ساتھ ہونے کی توفیق دی ہے۔ تم احمدیت کے مبلغین کا جا بجا پھیلا دیکھو تم ترقی اسلام کے ماتحت ترجمۃ القرآن کا کام دیکھو تم نئے مدارس کا اجراء دیکھو اور پھر سب سے آخر لیکن سب سے بڑھکر منارۃ المسیح کی تکمیل کے کام کی طرف توجہ کرو۔ اور ہماری اس خوش آمدید کے جواب میں دعا سے زر سے طاقت سے علم سے فضل کیساتھ آنے والے کی اعانت کر کے فضل کا اکتساب کرو۔ اور قادیان کی محترم زمین کی عزت و توقیر کو تمام دنیا کے دلوں میں بٹھانے کے لئے پوری توجہ سے کام لو خدا تعالے ہم سب کو توفیق دے۔ آمین ثم آمین

تصدیق المسیح

قرآن مجید ایک کامل مکمل کتاب ہے ۔ ایک مسلمان اپنی دینی و دنیوی زندگی میں اسے اپنا رہنما بنا سکتا ہے ۔ اور یہ ایک ایسا وسیع ہدایت نامہ ہے کہ اس کے پیرو کو کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی ۔ ایک ہندو کے سامنے کوئی مسئلہ پیش کیا جاتا ہے تو وہ مشکلات میں پڑ جاتا ہے ۔ کیونکہ اس کے پاس کوئی مکمل کتاب نہیں ۔ جو ہر مشکل بات کو سلجھا سکے ۔ ایک عیسائی سے اگر کوئی استفسار کیا جائے ۔ تو وہ حیرانی میں گرفتار ہو جائیگا کیونکہ مسیح کا عہد نامہ ایک نامکمل کتاب ہے ۔ اس کے ہر سوال کا جواب اس میں نہیں ملسکتا ۔ لیکن ایک مسلمان سے ہزاروں سوال پوچھے جاویں ۔ ہر قسم کے استفسار اس سے کئے جاویں ۔ تب بھی اسے کبھی گھبرانے کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ کیونکہ اس کے پاس انسانی زندگی کے ہر شعبہ کیلئے تعلیم کا ایک مکمل ضابطہ ہے جسے دوسرے لفظوں میں ہم قرآن مجید اور فرقان حمید کہتے ہیں ۔ اس کتاب کے موجود ہوتے ہوئے ہمیں کسی دینی اور دنیوی مشکل سے ڈرنا نہیں چاہیئے ۔ ہر مشکل کا علاج اور ہر سوال کا جواب اور ہر اعتراض کا رد اس میں مل سکتا ہے ۔ مسلمانوں نے افسوس اس کی قدر نہ کی ۔ دیکھو قادیان سے ایک شخص اٹھا ۔ اور اس نے دعویٰ کیا ۔ کہ میں خدا کی طرف سے ہوں ۔ اور اصلاح خلق کے لئے مجھے رحیم کریم خدا نے مبعوث فرمایا ہے ۔ اس نے مسلمان بھائیوں کے آگے اپنا دعویٰ پیش کیا ۔ لیکن بجائے اسکے کہ مسلمان اس کے دعویٰ کو قرآن مجید پر پرکھتے ۔ انھوں نے کبھی تو کہا ۔ کہ یہ حدیثوں کے خلاف ہے ۔ کبھی کہا ۔ کہ علماء سلف کے خلاف ہے ۔ کبھی جواب دیا ۔ کہ ہمارے باپ دادا کے مذہب کے خلاف ہے ۔ مگر افسوس اور صد افسوس کہ وہ کتاب حکیم جو ہماری ہدایت کے لئے ایک مکمل کتاب ہے ۔ اور وہ ہدایت نامہ جس کے متعلق " تفصیلا لکل شئی " کا ارشاد ہے اسکو پس پشت ڈالدیا گیا ۔ کسی بندۂ خدا نے بھی انہیں نصیحت نہ کی کہ بھائیو اس شخص کے دعویٰ کو قرآن مجید فرقان حمید پر پرکھو اگر قرآن شریف اس کی تکذیب کرتا ہے ۔ تب بیشک شوق سے سو دفعہ اسکا انکار کردو ۔ اس مدعی کی تکذیب کرو ۔ اسے ذلیل و رسوا کرو ۔ لیکن بھائیو ! اگر قرآن شریف اس کی تصدیق کرتا ہے ۔ تو تکذیب کرکے کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہو ۔ ہائے اسی بات کو تو رسول رو رہا ہے " یارب ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا " ۔ کیا تمہیں یہ آیت بھول گئی ؟ یا تمہیں قرآن پر ایمان ہی نہیں ۔ دیکھو قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے ۔ جو فیصلہ کے لئے ایک معیار بن سکتی ہے ۔ اگر حدیثوں پر جاؤ گے تو کیا شیعہ سنیوں کو مان لیں گے ۔ یا سنی شیعی حدیثوں کو تسلیم کرلیں گے ۔ ہرگز نہیں ۔ پھر کیا خوارج کی حدیثوں کے تم مصدق بنو گے ۔ یا معتزلہ کی روایات پر تمہارا ایمان ہوگا کچھ تو بتاؤ ۔ ایمان سے کہو ۔ کہ قرآن کو چھوڑ کر تم کس کتاب کو اپنا رہنما بنا سکتے ہو ؟ فبای حدیث بعدہ یومنون ۔ دیکھو تم نے نہایت خطرناک ٹھوکر کھائی ۔ اس مدعی کو زندگی بھر جھٹلاتے رہے ۔ وہ کامیاب و بامراد اس دنیا سے رخصت ہوگیا ۔ مگر تم تکذیب سے باز نہ آئے ۔ اس کو رخصت ہوئے چھ سات سال ہو گئے ۔ مگر تم نے اپنا رویہ نہ بدلا ۔ مگر دیکھو اب بھی موقعہ ہے ۔ اسے مت گنواؤ ! " اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر " پر غور کرو ۔ جب تک سانس تب تک اس کا مضمون سوچو ۔ اب پس پشت ڈالے ہوئے قرآن کو پھر ادب سے سامنے رکھو ۔ فرقان حمید کو معیار مقرر کرو اور غور کرو ۔ کہ آیا قرآن قادیانی مدعی کے متعلق کیا کہتا ہے ۔ اگر قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے تو تمہیں قبول کرنے میں کیا عذر ؟ اور اگر قرآن اسکا مکذب ہے ۔ تو پھر بیشک تم تکذیب میں حق پر ہو ۔

آؤ بھائیو ! ہم ہی تمہیں بتائیں ۔ کہ قرآن مجید صادق اور راستباز مدعیوں کے متعلق کیا فرماتا ہے ۔ دیکھو قرآن مجید میں صاف لفظوں میں ارشاد ہے " لا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول " ۔ یعنی آئندہ کے بڑے بڑے واقعات اور ایسے سانحات جنکو انسان قیاس سے معلوم نہ کر سکے ۔ وہ خدا تعالیٰ اپنے ماموروں پر ظاہر کرتا ہے ۔ اور انہیں پیش آمدہ واقعات سے مطلع کیا جاتا ہے اور یہ بات سوائے مامورین کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوتی ۔ دیکھو بھائیو ! یہ ایک معیار ہے ۔ جسے قرآن مجید نے سچے مامورین اور جھوٹے مدعیوں میں فرق کرنے کیلئے کھلے لفظوں میں ہمیں بتایا ہے ۔ اب تمہیں غور کرنا چاہیئے ۔ کہ آیا مرزا صاحب اس معیار پر پورے اترتے ہیں یا نہیں ۔ اس کے لئے تمہیں کسی مشکل کا سامنا کرنا نہیں پڑیگا ۔ مرزا صاحب کا زمانہ کوئی کتم عدم میں نہیں ابھی تمہارے ہی زمانہ میں وہ ہوئے ۔ کل تک وہ تم میں تھے ۔ واقعات تمہارے سامنے ہیں ۔ آسانی سے معلوم کر سکتے ہو ۔ اچھا بتاؤ ۔ لیکھرام نامی کوئی آریہ اس ملک میں تھا یا نہیں ۔ تھا اور ضرور تھا ۔ تو بتاؤ وہ اب کہاں گیا ۔ کیا انجام ہوا ۔ بتاؤ کس کی پیشگوئی چھری بنکر اس کو فنا کر گئی ۔ اچھا بتاؤ اس ملک میں طاعون کہاں سے آیا ۔ کیا ایک مرد خدا نے طاعون کے آنے سے پیشتر ملک والوں کو اس کی آمد کی اطلاع نہیں دی تھی ۔ اچھا اسے بھی جانے دو ۔ کیا تمہیں تقسیم بنگالہ والا معاملہ معلوم نہیں ؟ جس کے متعلق پارلیمنٹ و وزراء تک نے بھی کہدیا تھا ۔ کہ اب یہ تقسیم منسوخ نہیں ہو سکتی ۔ اور خود شورش پسند بنگالی بھی مایوس ہو کر بیٹھ گئے تھے ۔ لیکن بتاؤ ۔ کس کی زبان فیض ترجمان تھی ۔ جس نے قبل از وقت دنیا پر ظاہر کردیا تھا ۔ کہ یہ تقسیم منسوخ ہو جائیگی اور بتاؤ ۔ کہ پھر منسوخ ہوئی یا نہیں ۔ اور قیصر ہند کی زبان مبارک سے بھرے دربار میں اس صادق کی صداقت ظاہر ہوئی یا نہیں ۔

اچھا تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد کا الہام اس کو ہوا یا نہیں ۔ اور پھر ایران متزلزل ہوا یا نہیں ۔ اچھا کیا تم نے " یاتون من کل فج عمیق اور یاتیک من کل فج عمیق " کا الہام نہیں سنا ۔ اور کیا اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب گمنام تھے کیا اکیلے نہ تھے ۔ کس مپرس نہ تھے بے کس و بیکس نہ تھے ۔ اور پھر سوچو کہ اس الہام کے بعد کوئی تبدیلی نہ ہوئی ۔ ہزاروں لاکھوں آدمی نہیں آئے ۔ لاکھوں روپیہ اشاعت اسلام کے لئے نہیں آیا ۔ علماء ۔ صوفیاء ۔ امراء ۔ غرباء اس کے خادم نہیں بنے ۔ سیکڑوں مشتاق وطن چھوڑ کر اس کے جوار میں نہیں آئے ۔ یہ سب کچھ ہوا ۔ مگر افسوس ! کہ تم نے سبق حاصل نہ کیا ۔ اب بھی وقت ہے " لا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول " کا معیار پکار پکار کر حضرت مرزا صاحب کی سچائی پر شہادت دے رہا ہے ۔ غور کرو ۔ فکر کرو ۔ وقت کو غنیمت سمجھو جس کی قرآن مجید تصدیق کرتا ہے ۔ اس کی تکذیب کے کیوں درپے ہو ۔ ورنہ بعد میں کف افسوس ملنا ہوگا ۔ اور رونے اور دانت پیسنے کے سوا کچھ نہ ہوگا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیرت المسیح ۳

ہر ایک احمدی دل وجان سے اس بات کا متمنی ہے کہ جہاں تک بھی اس سے ممکن ہو سکے۔ وہ اپنے پیارے مسیح موعود کے حالات سے واقف ہو کر اپنے ایمان کے ازدیاد کی کوشش کرے۔ اور ایسی خواہش کا ہونا بھی نہایت ضروری اور مبارک ہے کیونکہ وہ انسان جو کسی سے اپنی محبت اور عشق جتلاتا ہے۔ اس کو ہر وقت یہی تڑپ رہتی ہے۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ وہ اپنی محبوب کی باتیں سنتا ہے۔ اس کی یہی اضطراری حالت اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ واقعی اس کو اپنے محبوب سے محبت ہے کیونکہ اس کی باتیں سنکر وہ مسرور ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کو کبھی یہ خواہش ہی پیدا نہ ہوئی ہو۔ کہ وہ اپنے دوست یا معشوق کی باتیں سُنے۔ اور ان سے خوشی حاصل کرے۔ تو اس کی نسبت کوئی بھی یقین نہیں کریگا۔ کہ اسے کسی سے محبت ہے۔ اپنے دوست اور محبوب کی ہر ادا ہر حرکت اور ہر بات قند مکرر کا ہی مزا دیتی ہے۔ اس لئے جو آدمی اپنے آپکو احمدی کہتا ہے۔ ضرور ہے کہ اس کو ہر وقت اپنے احمدؑ کی باتیں سننے کا بھی اشتیاق ہو۔ ہم نے خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کے ماتحت ارادہ کیا ہے۔ کہ اپنے مشتاق احباب کی روحانی ضیافت اور ازدیاد ایمان کے لئے نیز احمدؑ کے شیدائیوں کی اخلاقی راہ نمائی کیلئے مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت ایک سلسلہ مضامین شائع کریں۔ اور ہمیں امید واثق ہے۔ کہ ناظرین الفضل ع

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

اس سلسلۂ مضمون کو دلچسپی سے مطالعہ فرماویں گے۔ اور اپنے مسیح کے اسوۂ حسنہ کی تقلید کرکے دینی اور دنیاوی افضال سے بہرہ اندوز ہوں گے۔

احباب سے برتاؤ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک قدیمی مخلص منشی روڑے خان صاحب پنشنر تحصیلدار ریاست کپورتھلہ جو کہ ان دنوں قادیان میں ہی تشریف رکھتے ہیں۔ ایک واقعہ سناتے ہیں۔ جس کو سن کر اس برگزیدۂ خدا کی اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں سے شفقت اور ہمدردی کی ایک انوکھی شان معلوم ہوتی ہے۔ جو کہ صرف خاصان خدا ہی کے حصے میں آتی ہے۔ منشی روڑے خان صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گورداسپور ایک ضروری کام کے لئے جانا تھا۔ آپ جب قادیان سے روانہ ہوئے۔ تو بہت سے لوگ آپ کی مشایعت کے لئے اس سڑک تک جو کہ بٹالہ کو جاتی ہے۔ آپکے ساتھ گئے۔ اس سڑک پر جاکر آپ ٹھہر گئے۔ اور واپس قادیان آنے والے لوگوں سے مصافحہ کرکے فرمایا۔ کہ تم واپس چلے جاؤ۔ اور وہ چند اصحاب جنہوں نے آپکے ساتھ گورداسپور جانا تھا۔ ان کو فرمایا۔ کہ تم آگے چلو۔ اور مجھ کو کہا۔ کہ تم ٹھہرو۔ سب اصحاب چلے گئے۔ صرف میں اور حضرت صاحب اور یکہ والا وہاں رہ گئے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ مجھے پاخانہ جانا ہے۔ میں قریب کے کنوئیں سے ایک برتن میں پانی لایا۔ اور حضور کو دیدیا۔ آپ قریباً ایک گھنٹہ کے بعد فارغ ہوئے۔ گاڑی کا وقت چونکہ تنگ ہو رہا تھا۔ اس لئے میں نے عرض کیا۔ کہ حضور مجھے بٹالہ میں اپنی لڑکی سے بھی ملنا ہے۔ اور وقت بہت کم ہوتا جاتا ہے۔ آپنے فرمایا۔ کہ تم اس یکہ پر سوار ہوکر آگے چلو۔ اور اپنا کام کرکے پھر مجھے راستہ میں آملنا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضور یہ کسطرح ہو سکتا ہے۔ کہ میں تو یکہ پر سوار ہو کر چلا جاؤں۔ اور حضور کو اکیلا چھوڑ جاؤں۔ اور حضور پیدل چلیں۔ آپنے فرمایا۔ اس میں کوئی ہرج نہیں۔ تم یکہ پر سوار ہو جاؤ۔ پھر بھی میں نے سوار ہونے کی جرأت نہ کی۔ اور نہ سوار ہونے پر اصرار کرتا رہا۔ تو حضور نے فرمایا۔ الامر فوق الادب۔ تم اس کو ہمارا حکم سمجھو۔ اور فوراً سوار ہو جاؤ۔ اس کے بعد ناچار مجھے سوار ہونا پڑا۔ اور میں روانہ ہوگیا۔ راستہ میں بٹالہ کے قریب سینکڑوں لوگ برلب سڑک حضور کی انتظار میں بیٹھے ہوئے میں نے دیکھے۔ انہیں دیکھ کر میں اپنے مسیح کی شفقت اور نوازش کو یاد کرکے وجد میں آگیا۔ میں نے خیال کیا۔ کہ وہ انسان جس کے دیکھنے کے منتظر ہزاروں لوگ گھروں سے نکلکر راستہ میں انتظار کرتے ہیں۔ وہ اپنے مریدوں سے وہ شفقت کا برتاؤ کرتا ہے کہ ان کے لئے خود تکلیف اٹھانی پسند کرتا ہے میں بٹالہ پہنچکر اپنی لڑکی کے گھر گیا۔ اور اس کی خیر و عافیت دریافت کرکے وہاں سے قادیان آنے والی سڑک کی طرف روانہ ہوگیا تاکہ حضور سے ملوں۔ میں نے اپنی واقف کار لوگوں سے بھی کہا کہ آؤ تمہیں حضرت مرزا صاحب کو دکھاؤں۔ وہ بھی میرے ساتھ چل پڑے۔ اور جب ہم بٹالہ شہر سے نکلکر کچی سڑک پر پہنچے۔ تو ہم نے دیکھا۔ کہ خدا کا مسیح تن تنہا ہاتھ میں عصا پکڑے پیدل تشریف لارہا ہے۔ میں یکہ سے اتر گیا۔ اور حضور کو بٹھا لیا۔ حضور نے مجھے بھی ساتھ ہی بیٹھنے کا حکم دیا۔ اس طرح حضور بٹالہ سٹیشن پر پہنچے۔

صرف میرے یہ کہنے پر کہ مجھے اپنی لڑکی سے بٹالہ ملنا تھا۔ اور اب چونکہ وقت تنگ ہوگیا ہے۔ اس لئے نہیں مل سکوں گا۔ حضور نے خود پیدل چلنا منظور فرمایا۔ اور مجھے یکہ پر بٹھا کر روانہ کر دیا۔ تاکہ یکہ ایک آدمی کو لیکر جلدی بٹالہ پہنچ جائے دوسرے اگر حضرت مسیح موعود بھی یکہ میں ہی بیٹھے ہوتے۔ تو حضور کی زیارت کرنے والے لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے یکہ کے چلانے میں بہت دیر لگتی۔ اور اسطرح میں اپنی لڑکی کے پاس نہ جا سکتا تھا۔ حضور نے میری ایک معمولی سی خواہش کے پورا کرنے کے لئے خود تو تکلیف اٹھائی۔ لیکن میرے دل کا ذرا بھی رنجیدہ اور ملول ہونا پسند نہ فرمایا۔ ایسے اخلاق کا نمونہ صرف انہی لوگوں سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ جو کہ تخلقوا باخلاق اللہ ہوتے ہیں۔ ورنہ ہر ایک انسان کا ایسے اخلاق والا ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

(۲)

احمد نور صاحب کابلی مہاجر ان اصحاب میں سے ہیں۔ جنہیں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور کرم سے حضرت مسیح موعود کی صحبت میں رہنے کا کافی موقعہ عطا فرمایا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم شہید پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور کچھ عرصہ ٹھہر کر وہ اپنے وطن کو روانہ ہوئے۔ تو حضرت مسیح موعود بٹالہ جانے والی سڑک تک جو کہ قادیان سے دو میل کا فاصلہ ہے۔ پا پیادہ ان کو وداع کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اور وہاں جاکر انہیں بہت دعائیں کرتے ہوئے رخصت فرمایا۔

محبت اہل بیت

افاضہ نور الٰہی میں محبت اہلبیت
کو بھی نہایت عظیم دخل ہے۔

(کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)
(ر ب ص۔ صفحہ ۵۰۳)

اتحاد کے فوائد

قوم قوم نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کے افراد میں اتحاد نہ ہو۔ کیونکہ قوم افراد کا مجموعہ ہوتی ہے۔ اور یہ بالکل عیاں ہے۔ کہ جب تک افراد یا اجزاء میں باہمی نزاع اور تفرقہ رہتا ہے۔ ان میں اجتماع نہیں ہو سکتا۔ اور قومی شیرازہ بغیر اجتماع کے نہیں بندھ سکتا۔ چونکہ افراد کے مجموعہ کو قوم کہتے ہیں اس لئے ضروری اور لابدی ہوا۔ کہ افراد قوم میں اتفاق اور اتحاد ہو۔ ورنہ وہ قوم قوم کہلانے کے لائق نہیں۔ اگر ہم چشم بصیرت سے مناظر نیچر پر غور کریں۔ تو ہمیں نظر آجاتا ہے۔ کہ خالق حقیقی نے باہم ذرات میں پیوستگی اور ملاپ کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ اگر ذرہ ذرہ میں اتحاد نہ ہو۔ تو کبھی بھی دنیا کا کوئی کام ظہور پذیر نہ ہو۔ یہ بڑی بڑی عمارتیں جو تم زمین کی سطح پر دیکھتے ہو۔ اگر ایک اینٹ کو دوسری اینٹ کے ساتھ ملا نہ دیا جائے اور ان کے درمیان رلہ و رسم اتحاد پیدا نہ کی جائے۔ تو بھلا کوئی عقلمند خیال کر سکتا ہے کہ وہ عمارت جس کی اینٹوں کے درمیان سے سیمنٹ نکل گیا ہے۔ قایم رہ سکتی ہے؟ این خیال است و محال است و جنوں۔ اسی طرح قومی عمارت کا قوام قایم رہ سکتا ہے؟ تمہارے سامنے تعلیم الاسلام ہائی سکول کا ہال ہی موجود ہے۔ دیکھو اس عمارت کے دیکھنے والے کے دل پر کیسا رعب پڑتا ہے۔ اگر غور کیا جائے۔ تو یہ ہال کیا ہے۔ اینٹوں چونے اور گارے کا مجموعہ ہے۔ زمین میں یہ ساری چیزیں موجود تھیں۔ مگر وہ کسی کی نظر کو اپنی طرف جذب نہیں کر سکتی تھیں اور یہی اینٹیں اور چونہ اور گارا سکول کے ارد گرد منتشرہ حالت میں پڑا رہتا تھا۔ اور کسی کے دل پر رعب نہیں ڈال سکتا تھا۔ اب کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ اتحاد میں ایک طاقت ہے۔ یہی حال قوموں کا ہے۔ جس قوم میں اتفاق اور اتحاد ہوتا ہے۔ اسکا رعب دوسروں پر مستولی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک طاقت ہوتے ہیں۔ تم ذرا سوت کے دھاگوں پر غور کرو۔ خواہ فرداً فرداً ان میں کوئی طاقت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ اوھن من بیت العنکبوت ہوتے ہیں۔ مگر جب ان دھاگوں کو باہم ملا دیا جاتا ہے۔ اور ایک ہی لڑی میں پیوست کر دئیے جاتے ہیں تو بہت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ جسکا توڑنا آسان نہیں ہوتا۔ یہ اتحاد کی برکت ہے۔ اسی طرح وہ قومیں جنمیں اتحاد ہوتا ہے۔ ان کا مقابلہ کرنا دشمن کے لئے آسان نہیں ہوتا۔ بلکہ دشمن کا حوصلہ نہیں پڑتا۔ کہ ان پر وار کرے۔ لیکن قومیں اسوقت تباہ ہوا کرتی ہیں۔ جب ان کے اعضاء میں بجائے اتحاد کے افتراق اور بجائے اتفاق کے نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔

اسلام سے پہلے عرب کی کیا حالت تھی۔ نہ ان کے معتقدات میں اتحاد تھا۔ نہ افعال میں وحدت۔ گھر گھر کا بت جدا تھا۔ قبیلہ قبیلہ کا مذہب الگ تھا۔ غرض کہ وہ ادیان مختلفہ کے پیرو تھے۔ ایسے ہی ان کے اعمال اور افعال بھی بالکل منتشر تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ بات بات پر ان میں جنگ و جدل ہو جایا کرتا تھا۔ اور معمولی معمولی کام پر ایک دوسرے سے بگڑ بیٹھتے تھے۔ یہ کیا بات تھی۔ اس کا اصلی سبب صرف یہی تھا۔ کہ ان کے پاس کوئی وسیلہ کوئی ذریعہ اتحاد کا نہ تھا۔ خدائے واحد کو نہ مانتے تھے۔ اس کی بجائے ہزاروں اصنام اور بت پوجتے تھے۔ بھلا وہ قوم جنمیں کئی خدا مانے جاتے ہیں ان میں اتحاد ہو سکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ لوکان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر زمین اور آسمان میں اللہ کے سوا کئی اور معبود تسلیم کئے جاویں۔ تو زمین و آسمان میں فساد پڑ جاوے سو اسکا کامل نظارہ عرب کے زمانہ جاہلیت میں موجود ہے معبودان باطلہ کے وہ پرستار تھے۔ اس لئے ان میں اتحاد کیسے ہو سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ان میں ایک رسول بھیجدیا۔ جس نے سب کو ایک خدا کی طرف بلایا اور تمام کو ایک معبود کا پرستار بنایا۔ پس جوں جوں لوگ توحید پر قائم ہوتے گئے۔ ان کا اتحاد بڑھتا گیا۔ ان کی طاقت قائم ہوتی گئی۔ اور دنیا کی تمام طاقتیں اس کے سامنے ماند پڑ گئیں۔ یہ کیا بات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں اتحاد اور اتفاق پیدا کر دیا۔ اور اتحاد کے کئی اسباب تھے۔ وہ سب ایک خدا کے پرستار تھے۔ ان کا قبلہ ایک تھا۔ ان کا رسول یعنی مطاع ایک تھا۔ ان کی کتاب ایک تھی۔ ان کے اصول ایک تھے۔ ان کا مرکز ایک تھا۔ ان کے دل ایک تھے۔ غرضکہ ان کے معتقدات۔ ایمانیات۔ اعمال اور افعال میں اتحاد ہی اتحاد نظر آتا تھا۔ ان سب نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرمانبرداری کو اپنی وردی بنایا ہوا تھا۔ پھر ایسے زبردست اتحاد کے ساتھ کوئی ان کے لئے مشکل نہ تھی۔ اور کوئی روک ان کے آگے ٹھہر سکتی تھی ؂

پس یاد رکھو اور خوب یاد رکھو۔ کہ کامل اتحاد بغیر اسلام کے ناممکن ہے۔ اگر تمام مسلمان کہلانے والے اسلام پر صدق دل سے قدم زن ہوتے۔ اور اس پر کاربند اور عامل ہوتے۔ تو ضرور ان میں اتفاق اور اتحاد رہتا۔ اور ضرور ان میں طاقت اور قوت ہوتی۔ مگر جوں جوں وہ اسلام سے دور ہوتے گئے۔ اسی قدر ان سے اتحاد اٹھتا گیا۔ اور ان کی طاقت زائل ہوتی گئی۔ اور آہستہ آہستہ ان کی ظاہری حکومتیں بھی سلب ہوتی گئیں۔ یہی تو وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اسلام پر کاربند ہونے کی تاکید فرمائی۔ اور یہاں تک فرما دیا۔ کہ موت بھی تمہیں حالت اسلام میں ہی آئے یعنی ہر وقت تم مسلمان ہی رہو۔ اور مسلمان ہی مرو۔ اور اس کے بعد اس اتحاد کا ذکر فرمایا جو کہ اسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان میں پیدا کر دیا تھا۔ یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ و لا تموتن الا و انتم مسلمون واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذالک یبین اللّٰہ لکم اٰیاتہ لعلکم تہتدون ؂ اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو۔ جو اس کے ڈرنے کا حق ہے۔ اور تم نہ مرو۔ مگر جبکہ تم اللہ کے فرمانبردار ہو یعنی حالت اسلام میں ہی تمہیں موت آوے۔ اور پھر اسکا طریق بتلایا۔ کہ کسطرح اللہ تعالیٰ کا تقوی حاصل ہو سکتا ہے۔ اور کسطرح مسلمان رہ سکتے ہو۔ فرمایا اسکا طریق یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑے رکھو۔ اور تمام ملکر پکڑو۔ اور اس اعتصام میں طاقت مجموعی پیدا کرو۔ اور تفرقہ مت ڈالو۔ کیونکہ اسی حبل اللہ کے اعتصام سے تم نے ترقی کی ہے۔ اور اللہ کی نعمت یاد کرو۔ کہ تم دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈالدی پس تم اللہ کے فضل کے ساتھ بھائی بھائی ہو گئے۔ اور ایک دوسرے کے بازو بن گئے حالانکہ تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں نجات دی اسیطرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ ؂

پس اے میرے بھائیو! میرے عزیزو! اور بزرگو! تم دنیا میں اگر کام کرنا چاہتے ہو۔ اور اگر لوگوں کیلئے نور اور مشعل ہدایت بننا چاہتے ہو۔ تو آپسمیں اتحاد پیدا کرو۔ اور تمام ملکر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو۔ اور تفرقہ ترک کر دو۔ تم آپسمیں ایکدوسرے کے معاون اور مددگار بن جاؤ۔ تم ایسے ہو جاؤ۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ تم باہم محبت سے اسطرح پیش آیا کرو۔ جیسا کہ ایک ماں کے پیٹ سے نکلے ہوئے دو بھائی ہوتے ہیں۔ دیکھو مسیح موعودؑ سے پہلے ہم بھی آپس میں اعداء تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کے ذریعہ ہمیں ایک کیا۔ اس فضل الٰہی کو یاد کرو۔ اور باہم کشیدگی مت پیدا کرو۔ تمہارے سوا دنیا میں کوئی جماعت نہیں جسمیں اتفاق اور اتحاد کے اسباب تمہارے جتنے مہیا ہوں۔ تم کو ابھی اسی زمانہ میں حبل اللہ کے ذریعہ ایک کیا گیا۔ اسکی قدر کرو۔ اور ضرور قدر کرو ؂

اسلام ایک مسلمان کی نظر میں

داعی اسلام چوہدری فتح محمد صاحب کا ایک لیکچر

(اخبار ہیرو گیٹ سے الفضل کے لئے ترجمہ کیا گیا)

مسٹر فتح محمد سیال ایم۔ اے نے تھیوسوفی ہال الیٹ پیسیر ئیڈ میں ۱۵۔ ماہ نومبر کو بروز اتوار ایک تقریر فرمائی جسکا مضمون "اسلام ایک مسلمان کی نظر میں" تھا۔ عالی جناب مسٹر ہاگنس سمتھ نے کرسی صدارت کو مزین فرمایا۔ فاضل مقرر نے

تبادلہ خیالات

فرمایا "ایک مذہب کے پیروؤں کا دوسرے مذاہب کے معتقدات اور اصولوں کو سمجھنا ایک مستحسن فعل ہے۔ اور میری رائے میں آجکل جبکہ مسلمان اور مسیحی دوش بدوش اپنے متفقہ دشمن آسٹریا اور جرمنی سے مصروف پیکار ہیں۔ اس امر کی زیادہ ضرورت ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے کے مذہب کو عمدگی سے مطالعہ کریں۔

اسلام کیوں ترقی کرتا ہے؟

صاحبان۔ اسلام ایک ترقی پذیر اور آئے دن بڑھنے والا مذہب ہے۔ ۱۸۸۱ء میں ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد ۵ کروڑ نفوس تھی۔ لیکن ۱۹۱۱ء میں یہ تعداد ترقی کر کے ۷ کروڑ تک پہنچ گئی۔ اب آپ اگر اس نمایاں ترقی کے اسباب تلاش کریں۔ اور اسلام کے فرزندوں کی تعداد میں آئے دن اضافہ ہوتے رہنے کا راز دریافت فرماویں۔ تو میں عرض کرونگا کہ اسلام دین الفطرت ہے۔ اس کے اصول انسانی فطرت کے مطابق اور انسانی ضمیر کے لئے قابل قبولیت ہیں۔ اسلام انسانی قلوب کو اطمینان دلانا اور ارواح کو تسلی کے پانی سے سیراب کرتا ہے۔ اسی لئے یہ مذہب ہر میدان میں فتح و نصرت کا علم بلند کئے رہتا ہے۔

دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب میں سے اسلام سب سے آخری مذہب ہے۔ اس کے مبرہن اور مدلل اصولوں کی وجہ سے اسکا نام دین فطرت اور اس کے تمام ادیان سابقہ کی خوبیوں کا مجموعہ ہونے کے باعث اسکا نام عالمگیر مذہب ہے۔

اسلام اور مسلم کے معنی

اسلام کے معنی سلامتی۔ اطاعت۔ نفس کو مغلوب کرنا اور اپنے تئیں کلیتۃً خدائے قدوس کی رضا کے ماتحت کر دینا ہے۔ مسلمان وہ ہے۔ جو خدا اور انسان کے ساتھ صلح کرتا ہے۔ مسلمانوں کا سلام ایک سلامتی اور امن کی دعا ہے مسلمانوں کا خدا قرآن کے اندر اپنا نام السلام (یعنی سلامتی کا مالک و آقا) رکھتا ہے۔ مسلمانوں کا بہشت دار السلام یعنی سلامتی کا گھر ہے۔ پس یاد رہے۔ کہ اسلام سلامتی اور امن کا مذہب ہے۔

اسلام کل ادیان کا خلاصہ ہے

دنیا کے کل مذاہب کا منبع خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور الٰہی ارشاد کے ماتحت خدا تعالیٰ کے انبیاء دنیا میں مبعوث ہو کر اپنے اپنے وقت اور ملک میں کسی نہ کسی مذہب کا اعلان اور دعوت کرتے رہے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں سے آخری شریعت لانے والے نبی پیغمبر عربی صلے اللہ علیہ وسلم شارع اسلام ہیں۔ آپ کی تعلیم پہلے تمام ادیان کا خلاصہ اور پہلی تمام سچائیوں کا نچوڑ ہے آپ کا وجود تمام انبیاء کے کمالات کا جامع اور آپ کا مذہب پہلے مذاہب کی طرح مختصر المکان یا مختصر الزمان نہیں۔ بلکہ عالمگیر اور دنیا کی تمام اقوام و تمام زمانوں کے لئے موزون و مناسب ہے۔ اسلام ایک تاریخی مذہب اور شارع اسلام تاریخی نبی ہیں۔

اسلام کی مقدس کتاب پہلی تمام کتابوں کی سچائیوں سے مملو اور انسانی دستبرد سے محفوظ ہے۔ قرآن ہاں صرف قرآن ہی ایسی کتاب ہے۔ جو تحریف و تغیر کے تباہ کن طوفان سے بچی رہی ہے۔ آج کوئی ایک بھی الہامی کتاب ایسی نہیں جو انسانی ہاتھ میں پڑ کر اپنی اصلیت اور تقدس کو نہیں کھو چکی۔ پس آپ خوب یاد رکھیں۔ کہ اسلام پہلی سچائیوں کا جامع اور حقائق کا خزانہ ہے۔ اور اسلام کے قبول کرنے سے انسان جملہ مذاہب کی سچائیوں پر ایمان لاتا ہے۔

اسلام کے اصول

اسلام کے پانچ بڑے بڑے اصول ہیں جن میں سے تین تو ایمانیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور دو کا تعلق اعمال سے ہے۔ اور وہ مفصلہ ذیل ہیں:

۱۔ ہستی باری تعالےٰ۔

۲۔ الہام الٰہی۔

۳۔ موت کے بعد کی زندگی۔

۴۔ دعا۔

۵۔ سخاوت۔

اب یہ اصول ایسے ہیں۔ جو قریباً قریباً دنیا کے تمام مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔ البتہ فرق اسقدر ہے۔ کہ اسلام نے ان کو مجلّا اور صاف کر لیا ہے۔

اسلام کا پیش کردہ خدا

چنانچہ اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے وہ تمام معبودوں سے بالاتر اور تمام نقائص سے پاک قرار دیا ہے۔ اس کو وحدہٗ لاشریک مالک و خالق اور رحمٰن و رحیم کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔

احادیث میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کوئی میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے۔ میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں۔ اور جو کوئی میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے میں اس کی طرف چار ہاتھ بڑھتا ہوں۔ اور جو کوئی میری طرف چل کر آتا ہے۔ میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔ اور اگر کوئی میرے سامنے اسقدر گناہوں کے ساتھ جن سے کہ تمام زمین بھر سکتی ہو آئے۔ اور محض میری ہی ذات کو معبود حقیقی تصور کرے تو میں عفو و رحم کے ساتھ اس کی طرف آتا ہوں۔

پھر فرماتا ہے۔ اے انسان! اگر تو میرے قوانین کی اطاعت کرے۔ تو پھر تو میری مانند ہو جائیگا۔ اور پھر اگر کُن کہیگا۔ تو فیکون کا جواب پائیگا۔

الہام الٰہی

اسلام الہام الٰہی کا دروازہ بند نہیں کرتا۔ ہر قوم کے لئے خدا تعالیٰ کسی ملہم من اللہ کے ذریعہ اپنی مرضی کا اظہار کرتا ہے۔ اور یہ مرضی اپنے مفہوم و معانی کے لحاظ سے تو یکساں رہتی ہے۔ لیکن تبدیل شدہ حالات اور اقوام عالم کی وقتی ضروریات کو مد نظر رکھ کر اس کی شکل میں مناسب تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

ہمارا مذہب یہ تسلیم نہیں کرتا۔ کہ خدا تعالیٰ خود کسی وجود میں حلول فرماتا ہے۔ بلکہ ہمارے نزدیک انبیاء علیہم السلام کو دوسرے لوگوں پر صرف یہ امتیاز حاصل ہوتا ہے۔ کہ وہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے مشرف ہوا کرتے ہیں۔

موت کے بعد کی زندگی

موت کے بعد زندگی اسلام کے رو سے دراصل ہماری موجودہ زندگی کا ہی ایک سلسلہ ہے۔ موت بھی ایک قسم کی نیند ہے بلکہ یوں کہو۔ کہ نیند کی بہن ہے۔ اس لئے یہ موت ایک پیوست کرنے والی زنجیر ہے۔ جو دوست کو دوست سے ملاتی ہے

دنیاوی زندگی کے خیالات محسوسات اور اعمال سے آئندہ کی زندگی کے لئے سرمایہ جمع کرتا ہے۔ بہشت و دوزخ ہر دو کی جڑیں اسی زندگی میں موجود ہوتی ہیں۔ دوزخ بیمار ارواح کے لئے ایک ہسپتال کا کام دیتا ہے۔ اسکا عذاب ابدی نہیں۔ بلکہ علاج کے طور پر ایک خاص وقت کے لئے ہوتا ہے۔ دوزخ محض سزا کی جگہ نہیں۔ بلکہ گمراہ بیمار نفوس کے علاج و تزکیہ کی جگہ ہے۔ ہمارا بہشت تعیش یا بیکاری کا گھر نہیں۔ بلکہ روحانی مدارج کی آئے دن بڑھنے والی ترقی کی جگہ ہے۔

ملائکہ کا وجود

اسلام فرشتوں کے وجود اور توسل کا قائل ہے۔ اور تسلیم کرتا ہے۔ کہ انسان سے بالاتر ایک اور مخلوق ہے۔ جو بنی نوع انسان کی امداد و اعانت کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ یہ ملائکہ ترقی کے راستوں پر انسان کی رہنمائی کرتے اور اسے قرب الہٰی کی منزلیں طے کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

دعا

اسلام نے دعا کے مسئلہ کو نماز کی شکل میں فرض کر دیا ہے۔ اور نماز محض الفاظ کے دوہرانے کا نام نہیں۔ بلکہ نماز کی اصل غرض یہ ہے کہ ان الفاظ کے ذریعہ سے قلب و روح کی کھڑکیوں کو کھولا جائے۔ اور آسمانی روشنی سے خانہ دل کو منور کیا جائے۔ ہر ایک نمازی کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی نماز کی تکمیل کے لئے نہ صرف ظاہری پاکیزگی اور صفائی کا خیال رکھے بلکہ باطنی تطہر اور پاکبازی کو بھی اپنا شعار بنا لے۔ جیسے پانی جسم کو صاف کرتا ہے۔ اسی طرح خشوع و خضوع سے پڑھی ہوئی نماز قلب کو پاک اور صاف کرتی ہے۔

اسلام کی اور خصوصیات

خدا تعالیٰ کو واحد تسلیم کرنے اور رب العالمین یقین کرتے سے ایک مسلمان بنی نوع انسان کی اخوت کے مسئلہ کا قائل ہو جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے بھائیوں کی اعانت و امداد کو فرض قرار دیا ہے۔ پھر نفسانی جذبات کو مغلوب کرنے اور ادنیٰ خواہشات پر قابو پانے کے لئے روزہ کی ریاضت مقرر فرمائی ہے حج کے مقرر کرنے سے خدا تعالیٰ نے انسان کو روحانی حج کی تکمیل اور اپنے گھر تک پہنچنے کی سعی کا اشارہ فرمایا ہے۔

ہمارے مذہب میں منشیات اور جوئے کی سخت ممانعت ہے۔ ہمارے ہاں پادریوں کی سی کوئی جماعت مقرر نہیں۔ جو دین کی خاص ٹھیکہ دار بھی جاتی ہے۔ اسلام کی رو سے بچہ معصوم پیدا ہوتا ہے وراثتی گناہ کا مسئلہ ہمارے مذہب کی تعلیم سے خارج ہے۔ ہم کفارہ یا دوسروں کے گناہوں کو لیکر قربانی چڑھنے کے اعتقاد کو تسلیم نہیں کرتے۔ اسلام فرماتا ہے۔ کہ ہر ایک روح کو اپنی نجات کا آپ فکر کرنا چاہیئے۔ نجات کا دروازہ ہر ایک نفس کے لئے کھلا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی محبت انسان کے گناہوں سے بڑی اور اس کی بداعمالیوں پر قلم عفو کھینچنے کے لئے کافی ہے۔ جو روح خدا تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوتی ہے۔ اور ابدی نور کی شعاعوں سے روشنی حاصل کرنا چاہتی ہے۔ یا سچائی کے چشمہ سے جرعہ آب لینے کی متلاشی ہے۔ اور پھر اعمال صالحہ کی بجا آوری میں سعی و کوشش سے کام لیتی ہے۔ وہ ابدی زندگی سے حصہ لینے کی مستحق اور نجات یافتہ ہے۔

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصٰرٰی والصابئین من آمن باللہ والیوم الآخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے۔ اور وہ جو یہودی اور نصرانی اور صابی ہیں۔ ان میں سے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائیں۔ اور اچھے عمل کریں۔ ان کے لئے اپنے رب کے حضور اجر ہے۔ اور انہیں کوئی خوف نہیں۔ اور نہ کسی قسم کا غم ہے۔

اس کے بعد مسٹر بیاں نے بہت سے سوالوں کا جواب دیا۔ اور لیکچر کامیابی سے ختم ہوا۔

نو مبائعین

(۱) خورشید علی صاحب چک نمبر ۲۸۵۔
(۲) سید یوسف شاہ صاحب۔ تربیلہ
(۳) مسماۃ امہانی بیگم اہلیہ صاحبہ سید محمد طفیل صاحب گڑھی نجتہ

دعوت الی الخیر

احمدی احباب اس خبر کو سنکر خوش ہوں گے۔ کہ جس مقصد کے لئے جناب مفتی محمد صادق صاحب اور مولانا سید سرور شاہ صاحب کو حیدر آباد دکن روانہ کیا گیا تھا۔ اس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کو کامیابی ہوئی ہے۔ اور انہوں نے شاہ دکن کی خدمت میں "تحفۃ الملوک" پیش کر دی ہے۔ اور اعلیٰحضرت والئے دکن نے بھی خوشی سے اس تحفہ کو قبول فرمایا ہے۔ چنانچہ اخبار حیدر آباد بولیٹن اپنی ۱۷ دسمبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔ کہ "میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے جو جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مہدی معہود کے فرزند اور خلیفہ ثانی ہیں۔ اپنے دو خادموں یعنی مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی سید سرور شاہ صاحب کو حضور نظام کی خدمت میں ایک تبلیغی خط دیکر ارسال کیا ہے۔ اور ہم کو معلوم ہوا ہے کہ حضور نظام نے اس خط کو جس کا نام "تحفۃ الملوک" ہے۔ قبول فرمالیا ہے۔ اب اس خط کی مطبوعہ کاپیاں حیدر آباد کے رؤسا میں تقسیم کی جا رہی ہیں۔

چونکہ مبلغین کا کام پہنچانا ہے۔ وما علینا الا البلاغ ہے۔ اور قبولیت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے ہم اپنے جملہ احباب کی خدمت میں التماس کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے موجودہ امام کی تبلیغی کوششوں کی قبولیت کے لئے دست بدعا ہوں۔ اور احمد کے مقدس نام کو دنیا کے چاروں کونوں تک پہنچانے اور امیر و غریب کے گوش گذار کرنے میں اس کی اطاعت و استقامت کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔

الفضل کے خریدار بڑھاؤ

ہر ایک کمرے کے بااثر بزرگ اور ہر انجمن احمدیہ کے پریذیڈنٹ و سکرٹری صاحبان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اپنے اپنے اثر کو کام میں لاکر اور الفضل کا نمونہ جو مفت ملتا ہے، دکھا کر خریدار بڑھانے کی کوشش کریں۔

الفضل
(مینیجر)